واعتصموا بحبل اللہ

رہنمائے السالکین

مؤلفہ

خاکپاء درویشان سید محمد سلطان عفی عنہ

فارغ نصاب نظامیہ قدیم و مولوی عالم پنجاب یونیورسٹی

اسپیشل پریس چھتہ بازار حیدرآباد (آندھرا پردیش)

1959 - ۱۳۷۹

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰه

رہنمائے السّالکین

مُؤلّفہ

خاکپاء درویشان سیّد محمد سلطان عفی عنہ

فارغ نصاب نظامیہ قدیم و مولوی عالم پنجاب یونیورسٹی

اسپیشل پریس، چھتہ بازار، حیدرآباد (آندھرا پردیش)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جاننا چاہئے کہ سلوک راہ حق کے متعدد طریقے ہیں جنمیں طریقہ نقشبندیہ عالیہ ایک ایسا بزرگ ترین سلسلہ ہے کہ اس میں سالک ہر مقام پر ایک نئی لذت و سرور سے متلذذ و مسرور ہوتا ہے کیوں نہ ہو اس سلسلہ کی ابتدا ایک ایسی ہستی سے ہوتی ہے جو افضل البشر بعد الانبیاء ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں جن کی شان میں خود سرور کائنات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مَا صَبَّ اللّٰہُ شَیْئاً فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ (نہیں ڈالا اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو میرے سینہ میں مگر میں اس کو ابوبکر کے سینہ میں ڈال دیا ۔) اسی طرح دیگر سلاسل قادریہ چشتیہ وغیرہ کے اوراد و اذکار بھی ایسی ذات گرامی تک منتہی ہوتے ہیں جو روح رواں سالکان ہیں حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فیض بنیاد انا مدینۃ العلم وعلی بابہا صادر ہوا ہے اور نیز لحمک لحمی وجسمک جسمی کے گرانمایہ الفاظ سے نوازے گئے ہیں پس ان سلاسل کے منازل و مقامات و اذکار کو یہ عاجز کمترین جہاں و خاکپائے درویشاں سید محمد سلطان نے حسب تعلیم و ارشادات و ہدایات آقائی و مولائی پیر طریقت و رہبر کامل حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ روحی فداہ ایک جگہ مدون کر دیا ہے تاکہ سالکان راہ حق اس سے بہرہ مند ہوسکیں ۔

یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اس راہ حق کے منازل و مقامات کو محض کتاب کے ذریعہ بلا دستگیری رہبر کامل طے کرنا اور اس راہ کے دشوار گزار گھاٹیوں سے گذرنا اور تلبیس ابلیس سے نجات پانا بغیر مرشد کامل کے دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے ۔ البتہ یہ کتاب ایک دلیل راہ کا کام دے سکتی ہے جو محض باعث سہولت ہے ۔ بنا بران راہ نمائے سالکین سے موسوم کی گئی

احقر العباد

سید محمد سلطان ۔

قلب

سالک راہ طریقت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اشغال طریقہ نقشبندیہ میں سب سے پہلے لطیفہ قلبی ہے
بس محل لطیفہ قلب زیر پستان چپ فاصلہ دو انگشت مائل بہ پہلو ہے پس اولاً قلب کو سمجھنا چاہیئے کہ اوسکی
کیا حقیقت ہے۔ قلب کا اطلاق تین چیزوں پر ہوتا ہے اول مضغہ گوشت جس کو دل کہتے ہیں۔ دیگر ظل
قلب حقیقی جو مضغہ گوشت کے اوپر ہے سوم حقیقت جامعہ پر بھی قلب کا اطلاق کیا جاتا ہے پس سالک
آنکھ بند کرکے اپنے کو قلب کی طرف متوجہ کرے اور قلب کو اوس ذات کی طرف رجوع کرے جو بیچوں وبے مثل
وبے مانند ہے اور جو باوجود عریانی لباس کے متلبس بہ جمیع صفات کمالات ہے اور جمیع نقصانات سے منزہ
اور پاک ہے پس سالک اپنی خودی سے غافل ہو کر اور خود کو بصورت شیخ تصور کرکے اللہ اللہ کا خیال کرتے
ہوئے اس تصور میں رہے کہ تجلیات الٰہیہ سے جو فیض آتا ہے وہ قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ذات گرامی پر اور آنحضرت صلی اللہ وسلم سے حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر اس لئے کہ قلب
مقام حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور پھر وہاں سے بواسطہ پیران عظام اپنے پیر کے قلب پر
اور پیر کے قلب سے اپنے قلب پر آتا ہے اس تصور میں اوس وقت تک مشغول رہیں کہ اپنے افعال اور
جمیع ممکنات کے افعال سے بیخبر ہو جائیں اور خطورات غیر سے مامون اور محفوظ ہو کر صرف حرکت قلبی کے خیال
میں مستغرق رہیں۔ جب فیض الٰہی سے حرکت قلبی محسوس ہو جائے تو ہر آن و ہر لحظہ اوس حرکت کا دھیان
رکھیں اور اوسی میں مستغرق رہیں۔ جاننا چاہیئے کہ تمام دنیاوی امورات حرکت لسانی پر مبنی اور منحصر ہیں اور
قلب جو بے ذکر تھا یا اوس کی حرکت سے سالک کو آگاہی نہیں تھی تو بلاشبہ دینی نعمتوں سے بیخبر و محروم تھا
پس جبکہ وہ حرکت میں آگیا یا اوس کی حرکت سالک کو متمیز ہو گئی تو بلاشبہ بشارت فَاذْكُرُونِي أَذْ
كُرْكُمْ سے مشرف ہو گیا جس سے جان کو تازگی اور ایمان کو بے اندازہ فرحت نصیب ہو گی۔
اللہ اللہ یہ کیا نعمت ہے کہ سالک خلعت آدم المشرب سے مشرف ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ نور اس مقام
کا مائل بہ زردی ہے۔

سان دامہ ۱۶۹ د ۳
بمز لنا ب کھف ۱۲۷

روح

محل لطیفہ روح پستان راست کے دو انگل نیچے ہے سالک اس مقام پر بھی اللہ اللہ کی حرکت کا خیال کرتے ہوئے یہ دھیان رکھے کہ اس مقام پر تجلیات صفات ثبوتیہ الہیہ سے روح مبارک حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فیض آتا ہے پھر وہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے ہوتے ہوئے کہ یہ مقام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ہے اور پیران عظام کے توسط سے اپنے پیر کے مقام روح پر اور اپنے پیر سے اوس فیض کو اپنے مقام روح پر تصور کرے پس اس طرح ذکر روحی میں مشغول ہو جائے کہ ذاکر اپنے صفات سے اور جمیع ممکنات سے مسلوب اور غیر محسوب ہو جائے کہ بجز حرکت روحی کے اور کوئی خیال نہ رہے تو اوس وقت سالک ابراہیم المشرب سے مشرف ہو جاتا ہے اور نور اس مقام کا مائل بہ سرخی ہے۔

سر

محل لطیفہ سر لطیفہ قلبی سے دو انگل نیچے مائل بہ پہلو ہے۔ سالک اس مقام پر بھی اللہ اللہ کی حرکت کا خیال کر کے یہ دھیان رکھے کہ اس مقام پر شیونات ذاتیہ الہیہ سے فیض آتا ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سر پر اور وہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مقام سر پر کہ یہ مقام حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا ہے۔ اور وہاں سے بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے اپنے مقام سر پر۔ اس لطیفہ کی ولایت حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے زیر قدم ہے اور جس کسی کو اس لطیفہ کے احوال کا غلبہ ہو تو اوس کو موسیٰ المشرب کہتے ہیں۔ اور نور اس مقام کا سفید ہوتا ہے۔

خفی

محل لطیفہ خفی لطیفہ روح کے دو انگل نیچے مائل بہ پہلو ہے۔ پس سالک اس مقام پر بھی

اللہ اللہ کی حرکت کا خیال کر کے یہ دھیان رکھے کہ صفات سلبیہ الہیہ سے فیض آتا ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام خفی پر اور وہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے مقام خفی پر وہاں سے بواسطہ خفی مبارک پیران کبار اور اپنے پیر کے اپنے مقام خفی پر۔

یہاں یہ کوئی خیال نہ کرے کہ صفات سلبیہ سے تجلیات کا ظہور کس طرح ہوگا جاننا چاہیئے کہ یہ صفات سلبیہ تنزیہ سبحانی کے لئے مفید اور ثابت کرنے والے ہوتے ہیں اس لئے تجلیات کا ظہور بھی لازمی ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے زیر قدم ہے۔ جس کسی کو اس لطیفہ کے احوال کا غلبہ ہو تو وہ عیسیٰ المشرب کہلاتا ہے۔ اور نور اس مقام کا مائل بہ سیاہی ہوتا ہے۔

اخفیٰ کلاں

محل لطیفہ اخفیٰ کلاں وسط سینہ ہے خرہرہ سینہ پر سالک اس مقام پر بھی اللہ اللہ کی حرکت کا خیال کر کے دھیان رکھے کہ ذات اقدس سے جو فیض آتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اخفیٰ کلاں پر اور وہاں سے حضرت نوح علیہ السّلام کے مقام اخفیٰ کلاں پر اور وہاں سے بواسطہ اخفیٰ کلاں پیران کبار اور اپنے پیر کے اپنے مقام اخفیٰ کلاں پر اس لطیفہ کی ولایت زیر قدم حضرت نوح علیہ السّلام ہے اور اس مقام کا مائل بہ زردی ہوتا ہے۔

اخفائے خرد

محل لطیفہ اخفائے خرد مقام ناف ہے جو برزخ ہے سالک اس مقام پر بھی اللہ اللہ کی حرکت کا خیال کر کے یہ دھیان رکھے کہ اس مقام پر تجلیات شان جامعہ الہیہ سے فیض آتا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اخفیٰ خرد پر اور وہاں سے بواسطہ پیران کبار اپنے پیر کے مقام اخفیٰ خرد پھر اپنے مقام اخفیٰ خرد پر اور یہ تصور کرے کہ وہ شان جامع مطلق کہ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے آئینہ جمال محمدی کو اپنے رو برو رکھ کر اپنے جمال و کمال کا نظارہ کرتا ہے۔

خوشا نصیب گرفتاران رضائے محمدی و آشفتگان جمال احمدی کا کہ آپ کی تخلیق سے جملہ عالم کا ظہور جلوہ گر ہوا اور اپنی ربوبیت کا اظہار کیا اور کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ سے اولاً آپ کی ذات گرامی کو مشرف کیا۔ پس جس کسی کو اس مقام کے احوال کا غلبہ ہو وہ محمدی المشرب کہلاتا ہے، نور اس مقام کا مائل بہ سبزی ہوتا ہے۔

لطیفہ نفس

محل لطیفہ نفس نوک بینی کے اوپر ہے سالک اس مقام پر بھی اللہ اللہ کی حرکت کا احساس کرتا ہے، پس یہاں بھی یہی خیال کرے کہ بواسطہ پیران کبار فیض آتا ہے، اپنے پیر کے لطیفہ نفسی پر اور وہاں سے اپنے لطیفہ نفسی پر یہ لطیفہ گویا لطیفہ قالب یعنی سلطان الاذکار کا پیش خیمہ ہے۔ یہیں سے اوسکی ابتدا ہو جاتی ہے، نور اس مقام کا سفیدی مائل ہوتا ہے۔

سلطان الاذکار

محل لطیفہ قالب یعنی سلطان الاذکار از سر تا پا ہے سالک اپنے پورے جسم سے یعنی ہر بن مو اور گوشت پوست و استخوان اور اس کے مغز سے آواز اللہ اللہ کی سنتا ہے، گویا گوشت و پوست و خون و ہڈیوں سے یہ آواز کان میں پہنچتی ہے۔ جس کو صوت سرمدی بھی کہتے ہیں نور اس مقام کا مائل بہ سرمائی ہوتا ہے، اگر ہر بن مو سے بوتہ ہائے سفید اس طرح نکلتے ہیں کہ تمام عالم روشن ہو جاتا ہے، پس سالک یہاں بھی یہی خیال کرے کہ فیض آتا ہے، بواسطہ پیران کبار اپنے پیر کے ہر بن مو پر پھر وہاں سے اپنے جسم کے ہر بن مو پر۔

دائرہ امکان

محل اصل دائرہ کا ناک کی جڑ ہے جو دونوں ابروؤں کا درمیانی حصہ و منتہائے بینی ہے۔

سالک کو اس مقام پر علاوہ انوارات کے پیش نظر ہونے کے بلا ارادہ ممکنہ اشیاء عالم ظاہر ہوتے ہیں اور مقامات مقدسہ مثل مسجد الحرام و مسجد نبوی کے مناظر بھی معائنہ ہوتے ہیں۔ اس مقام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ سالک خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بندگان دین کی زیارت سے بھی اسی مقام پر مشرف ہوتا ہے۔ اگر یہ سب امور ارادہ کے تحت حاصل ہوں تو اس دائرہ کا مراقبہ مکمل ہونا متصور ہوگا پس اس میں بھی یہی خیال رکھا جائے کہ جو فیض آتا ہے وہ بواسطہ پیران عظام اپنے شیخ پر آتا ہے اور بتوسط شیخ اپنے پر۔ اور نور اس مقام کا آسمانی رنگ کا ہوتا ہے۔ جس میں سفیدی ظاہر ہو کر اشکال ممکنات رو نما ہوتے ہیں۔

دَائرہ ظِلال

محل اس دائرہ کا دائرہ امکان کے اوپر ہے یعنی دو ابروؤں کے بیچ میں جس کو محمودہ بھی کہتے ہیں۔ اس مقام پر مراقبہ معیت کیا جاتا ہے جو مستفاد ہے آیہ کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ سے یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، جہاں کہیں تم ہو۔ یعنی وہ ہمارے ساتھ اس طرح پر ہے، جیسی اوس کی شان ہے اور جیسا کہ اوس کو سزاوار ہے، پس اس کی معیت ہر بن مو اور ہر ذرات خود و ذرات ممکنات سے تصور کریں۔ علماء معیت علمی کے قائل ہیں اور صوفیان کرام معیت ذاتی کے قائل ہیں، جیسا کہ :۔

اتصالے بے تکیف بے قیاس
ہست رب الناس را با جان ناس

سے مفہوم ہوتا ہے، پس یہاں بھی یہی تصور کیا جائے کہ جو فیض ذات اقدس تعالےٰ سے آتا ہے وہ بواسطہ پیران عظام اپنے شیخ پر اور بتوسط شیخ اپنی ذات پر۔
سالک اس مقام پر انوارات و تجلیات الٰہی کا اس طرح مشاہدہ کرتا ہے جیسا کہ آتشبازی کا انار چھوٹنے پر اس کے ذرات اڑتے ہیں اور وہ ذرات سالک پر پڑتے ہیں جن سے اوسکی

کثافت دور ہو کر لطافت پیدا ہوتی ہے۔

لطیفہ نفسی کے ساڑھے تین دائرے

ان دوائر کا مقام دائرہ ظلال کے اوپر ہے جو قریب بہ وسط پیشانی ہے چونکہ نفس عالم خلق کا خلاصہ ہے مگر وہ حق سے مہجور و علٰحدہ ہو گیا ہے اور کدورت و دنائت و خساست اس طرح اوس کے حال کے دامنگیر ہو گئے ہیں جو بیان سے باہر ہے۔ یہاں تک کہ وہ انا الموجود کا دم مارنے لگتا ہے اور اپنی انانیت کا جھنڈا آسمان تک بلند کر دیا ہے بلکہ اوس سے بھی بالاتر ہو کر انا المعبود و انا المسجود کا نعرہ لگاتا ہے پس صاحبان طریقت (رحمہم اللہ تعالےٰ) اوس کی اصلاح کے لئے تین دوائر اور ایک قوس وسط پیشانی میں قرار دیئے ہیں۔

واضح ہو کہ سالک کو اب تک جو روشنی ظاہر ہوتی تھی وہ کثیف ہوتی تھی اب یہاں سے انوارات و تجلیات کا ظہور ہوتا رہے گا جو بتدریج اوس میں لطافت اور روشنی کا اضافہ کرے گا۔

دائرہ اول اقربیت

سالک اس مقام پر اپنے نفس کو مصقلہ اقربیت سے صاف کرے اس طرح پر کہ میں دائرہ اول میں ہوں جو دائرہ اقربیت ہے اور وہ مستفاد ہے آیہ کریمہ نَحْنُ اَقْرَبُ الیه من حبل الورید سے "ہم اس سے اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں" یعنی اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ میرے نزدیک ہے اوسی ذات سے مجھ پر یعنی میرے نفس پر فیض آتا ہے بواسطہ پیران کبار اور اپنے شیخ کے بقول سعدی علیہ الرحمۃ

دوست نزدیک تر از من بمن است ؛ ایں عجب تر کہ من از وے دورم

جبکہ میں انانیت کا دم مارتا رہوں گا تو اوس محبوب حقیقی سے دوری لازمی ہے حالانکہ اوس کا قول نحن اقرب الیه من حبل الورید ہے۔ پس انانیت جب تک کہ دور نہ ہو قربت نہیں ہو سکتی۔ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ عبد مملوک کی مثال مثل سایہ کے ہے کہ اوس کی کوئی ذات نہیں ہوتی اور وہ جو کچھ رکھتا ہے وہ اوسکے اصل مالک کا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نحن اقرب الیه من حبل الورید سے اوس کو متنبہ کر دیا پس حبل الورید سے مراد ذات سالک ہے ہر چند کہ اوسکا وجود ظلی ہے مگر اوس نے اپنے آپ کو

نمود بے بوذظاہر کیا پس عبدیت جو متصف بذات وصفات ہے وہ سب مستفاد ہے پس لازماً اوس کو فنا کرنا ضروری ہے۔ پس سالک یہاں یہ خیال کرے کہ بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے میرے دائرہ اقربیت پر فیض آرہا ہے۔

دائرہ ثانی محبت

اس مقام پر سالک اپنے نفس کو عقد محبت میں وابستہ کرے اس لئے کہ جب تک کہ عقد محبت درمیان میں نہ ہو محض اقربیت کیا کام دیگی اور اوس سے کیا فائدہ ہوگا اسی لئے یہ ارشاد ہوا یحبھم ویحبونہ یعنی اللہ تعالیٰ اون کو دوست رکھتا ہے اور وہ اوس کو دوست رکھتے ہیں جیسا کہ ؎

من براد شیدا وا دشید ا ئے من ؁ گر نباشد حال برمن وا ئے من

پس سالک یہ خیال کرے کہ میں دائرہ ثانی میں ہوں جو دائرہ محبت ہے اور مستفاد ہے آیۂ کریمہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ یعنی دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اون کو اور وہ اوس کو دوست رکھتے ہیں اوسی ذات سے بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے میرے دائرہ محبت پر فیض آرہا ہے۔

دائرہ ثالث

اس جگہ سالک اپنے نفس کو دائرہ ثانی کی طرح عقد محبت ہی میں منسلک رکھے اور خیال کرے کہ میں دائرہ ثالث میں ہوں جس کا اصل دائرہ ثانی ہے یعنی یحبھم ویحبونہ یعنی دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اون کو اور وہ اوس کو دوست رکھتے ہیں اور ہم پر اوس ذات سے فیض آتا ہے اور ہمارے لطیفہ نفسی پر۔ چونکہ وہ ذات جس سے ہم کو محبت ہے اور اوس کو ہم سے محبت ہے وہ ظاہر ہے کہ جیسا کہ وہ سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ھوالظاھر یعنی وہ ذات جو مسمّٰی باسم الظاہر ہے اوس ذات سے بہ توسط پیران کبار اور اپنے پیر کے ہم پر فیض آتا ہے اور ہمارے لطیفہ نفسی کے دائرہ ثالث پر

قوس

نصف دائرہ قوس کہتے ہیں اس جگہ بھی سالک باعتبار ھوالظاھر کے اپنے نفس کو عقد محبت میں

منسلک کرے اور خیال کرے کہ ہم پر اور ہمارے دوائر لطیفہ نفسی پر مع قوس کے باعتبار "اسم الظاہر" بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے فیض آتا ہے۔

دائرہ ولایت علیا

اس دائرہ کا مقام لطیفہ نفسی کے ساڑھے تین دوائر کے اوپر پیشانی پر ہے۔ اس مقام پر بھی سالک اپنے آپ کو عقد محبت میں باعتبار اسم الباطن کے منسلک کرے اور خیال کرے کہ بواسطہ پیران عظام اور اپنے پیر کے مجھ پر اوس ذات سے فیض آتا ہے جو موسوم بہ اسم الباطن ہے۔

یہاں یہ بات جاننا چاہیئے کہ پیران عظام رحمہم اللہ تعالےٰ نے مراقبہ معیت (دائرہ ظلال) کو ولایت صغریٰ اور ولایت ظلیہ و ولایت اولیا کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور مراقبہ اقربیت (لطیفہ نفسی کے ساڑھے تین دوائر) کو ولایت کبریٰ اور ولایت اصلیہ و ولایت انبیا کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور مراقبہ اسم (الباطن) یعنی اس دائرہ کو ولایت علیا سے موسوم کرتے ہیں۔

دائرہ کمالات نبوت

اس دائرہ کا مقام دائرہ ولایت علیا سے اوپر پیشانی پر ہے۔ چونکہ مقامات سابقہ پر ذات محبوب متجلی بصفات و متجلی بہ کمالات تھی جس کی وجہ سالک گرداب اشتیاق و استناد میں مستغرق تھا کہ بواسطے وصل عریانی اوس کے کوشش گزار ہوتی ہے کہ بحر حیرت میں غوطہ زن ہو یعنی اوس ذات کے مراقبہ میں غرق ہو جو اعتبارات سے معرا اور خالی ہے۔ پس اس مقام کا فیض مخصوص بہ مرتبہ نبوت ہے۔ ظاہر ہے کہ بحر نبوت کا ایک قطرہ بھی جملہ کمالات ولایت سے بالا تر اور افضل و اعلیٰ ہے۔ کیوں نہ ہو وہ تمام فیوضات متعلق بہ کسب ہیں تو یہ مقام محض فضل پر منحصر ہے۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے پس سالک اس مقام پر یہ تصور کرے کہ اوس ذات سے جو منشاء کمالات نبوت ہے اور جو مبرا ہے جمیع نعیبات سے اور خالی ہے جملہ امتیازات سے ہم پر بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے فیض آتا ہے اور ہمارے لطائف پر۔

دائرہ کمالاتِ رسالت

اس دائرہ کا مقام دائرہ کمالات نبوت سے اوپر پیشانی پر ہے پس سالک اس مقام پر خیال کرے کہ اوس ذات سے جو متصف و منشاء کمالات رسالت ہو اور درجہ نبوت سے بالاتر ہے مجھ پر فیض آتا ہے اور میرے لطائف پر بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے۔
پس شیخ کامل کی دستگیری سے لطائف اس قابل ہو گئے کہ وہ فیض رسالت کے متحمل ہوسکیں لِلّٰہِ اَلْحَمْد

دائرہ کمالات اولوالعزم

اس دائرہ کا مقام دائرہ کمالات رسالت سے بالاتر پیشانی پر ہے یہ مقام مقام نبوت و رسالت سے افضل و اشرف ہے۔ جیسا کہ فَضَّلْنَا بعضھم عَلٰی بعضٍ سے ہویدا و ظاہر ہے۔ پس اس مقام پر بھی سالک یہی خیال کرے کہ اوس ذات سے جو منشاء کمالات اولوالعزم ہے بواسطہ پیران عظام اور اپنے پیر کے مجھ پر اور میرے لطائف پر فیض آتا ہے۔ اب لطائف فیض رسالت سے مستفید ہو کر اس قابل ہو گئے کہ وہ مرسلین اولوالعزم کے فیوضات سے بھی مالا مال اور بہرہ ور ہوسکیں۔

دائرہ قیومیت

اس دائرہ کا مقام دائرہ کمالات اولوالعزم سے اوپر پیشانی پر ہے پس سالک اس مقام پر بھی یہی تصور کرے کہ اوس ذات سے جو منشاء قیومیت ہے جس نے تمام کائنات کو قائم رکھا اور اوسی کے ارادہ سے ہر شئی اپنے وقت پر کارفرما ہے اور ذرہ برابر بھی اپنے کام سے کسی کو کسی آن انحراف نہیں مگر بارادہ اوس قادر مطلق کے کہ جب وہ چاہے ہے جملہ عالم زیر و زبر ہوسکتا ہے مجھ پر اور میرے لطائف پر بواسطہ پیران عظام اور اپنے پیر کے فیض آتا ہے۔

دائرہ حقیقت کعبہ

اس دائرہ کا مقام دائرہ قیومیت کے جانب چپ ہے اس مقام پر بھی سالک حسبۂ اوس ذات کا مراقبہ کرے جو حقیقت کعبہ ہے اور جمیع ممکنات کا مسجود لہٗ ہے اور خیال کرے کہ مجھ پر بواسطہ پیرانِ کبار اور اپنے پیر کے اوس ذات سے فیض آتا ہے، اور میرے لطائف پر۔

جاننا چاہیئے کہ جملہ کائنات اور اشیار جو پردہ عدم میں مستور اور پوشیدہ تھے اوس وقت جب کہ آفتاب حقیقی و موجود خارجی ان پر اپنا پرتو ڈالا تو بجرد پرتو ڈالنے کے سب کے سب کتم عدم سے سر نکال کر سُبحان اللہ کہتے ہوئے سجدہ میں گر پڑے پس اسی مقام کو حقیقت کعبہ کہتے ہیں، جو مسجود لہٗ جمیع ممکنات ہے صورت کعبہ اور اس کی دیواریں، درحقیقت مسجود الیہ ہے۔ یعنی جہت سجدہ ہے بہر حال اس مقام پر سالک پر حقیقت کعبہ اور عظمت کبریائی جلوہ گر ہوتی ہے۔

دائرہ حقیقت قرآن

اس دائرہ کا مقام دائرہ حقیقت کعبہ سے متصل بہ جانب چپ ہے اس مقام پر بھی سالک حسبۂ اوس ذات کا جو حقیقت قرآن ہے خیال کرے کہ مجھ پر اور میرے لطائف پر فیض آتا ہے اور فرمان حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّحَدِّثَ رَبَّہٗ فَلْیَقْرَءِ الْقُرْاٰن یعنی جس وقت کہ کوئی تم سے دوست رکھے اس بات کو کہ کلام کرے اپنے رب سے تو چاہیئے کہ قرآن شریف پڑھے، کی حقیقت اس پر منکشف ہوجاتی ہے۔

پس یہ ایک اعلیٰ مرتبہ ہے کہ کعبۂ معظمہ قرآن مجید کے حکم سے آفاق کا قبلہ ہے

اور سب کے مسجود ہونے کی دولت سے مشرف ہوا ہے پس امام قرآن ہے اور ماموم یعنے مقتدی کعبۂ معظمہ ہے۔

یہ مرتبہ مقدسہ حضرت ذات تعالیٰ وتقدس کی بیچوں وسعت کا مبدار ہے۔ اور اس بارگاہ کی بےچوں وبیچگوں امتیاز کا مبدار بھی یہی درجۂ بلند ہے۔ اس درجۂ مقدسہ کی وسعت طول و عرض کی رُو سے نہیں ہے کیونکہ یہہ نقص و امکان کے نشان ہیں بلکہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جب تک اس کے ساتھ متحقق نہ ہو معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس مرتبہ مقدسہ کا امتیاز تبعض و تجزی کے رُو سے نہیں جو لوازمات جسمانی سے ہیں۔ تعالیٰ اللّٰہ سُبحانہٗ عن ذٰلک اللّٰہُ تعالیٰ اس سے بہت برتر ہے اس مقام پر شئی کا غیر شئی فرض کرنا بھی متصور نہیں ہوسکتا ہے، کیونکہ غیریت مغائرت واثنینیت یعنے دوئی کی خبر دیتی ہے، بلکہ فرض کا بھی اطلاق نہیں کیونکہ فرض محال کی قسم ہے مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ جس نے مزہ نہیں چکھا اوس نے اوس کو نہیں جانا۔ اس مقام میں جو شئی کے فرض کی جائے اگرچہ فرض محال ہوا ور اوس شئی میں جس قدر دور دور جائیں اگرکچھ بھی نہ چلے ہوں ہرگز کوئی ایسا امر وہاں پیدا نہیں ہوتا جس کو اس شئی کے ساتھ ایسا اختصاص وخصوصیت حاصل ہو جو دوسری شئی مفروض میں پائی نہ جائے باوجود اس کے ایک دوسرے سے متمیز ہوتی ہیں سُبحانَ مَنْ لَمْ یَجْعَلْ لِلْخَلْقِ اِلَیْہِ سَبِیْلًا اِلَّا بِالْعِجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِہٖ پاک ہے وہ ذات جس نے معرفت سے عاجز ہونے کے سوا مخلوق کے لئے اپنی طرف کوئی راستہ نہیں بتایا۔

معرفت سے عاجز ہونا اولیائے بزرگ کا حصہ ہے۔ عدم معرفت اور ہے اور عجز از معرفت اور مثلاً اس مقام مقدس میں عدم امتیاز کا حکم کرنا اور ہر کمال ذاتی کو ایک دوسرے کا عین معلوم کرنا، جس طرح صوفیہ کہتے ہیں کہ علم قدرت کا عین ہے اور قدرت ارادہ کا عین۔ یہاں اس مقام کے امتیاز کی عدم معرفت ہے اور اس مقام کے امتیاز کا حکم [illegible] اور ~~[illegible] امتیاز کا حکم کرنا [illegible]~~ اس امتیاز کی کنہہ کو نہ پانے کا اقرار کرنا اس مقام کے امتیاز کی

معرفت سے عجز ظاہر کرتا ہے ۔ عدم معرفت جہل ہے اور عجز از معرفت علم ۔ بلکہ عجز دو علموں کو متضمن ہے ایک شئی کا علم دوسرے اوس شئی کی کمال عظمت و کبریائی کے باعث اوس شئی کی کنہ و حقیقت کو نہ پانے کا علم اور اگر اوس میں تیسرے علم کو بھی داخل کرلیں تو ہوسکتا ہے۔ اور وہ اپنے عجز و قصور کا علم ہے جو مقام عبدیت کی تائید کرتا ہے ۔ عدم معرفت میں جو کہ سراسر جہل ہے بسا اوقات جہل مرکب کا مرض پیدا ہوجاتا ہے ۔ یعنی اپنے جہل کو جہل نہیں جانتا بلکہ علم خیال کرتا ہے ۔ لیکن عجز از معرفت میں اس مرض سے پوری پوری نجات حاصل ہوتی ہے بلکہ اس مرض کی وہاں گنجائش ہی نہیں کیوں کہ اپنے عجز کا اقرار کرتا ہے ، اگر عدم معرفت اور عجز از معرفت دونوں یکساں ہوتے تو تمام نادان عارف ہوتے ۔ پس عجز از معرفت ایک مدح ہے جو ذم سے مشابہہ ہے اور عدم معرفت محض مذمت ہے ۔ بہرحال اس مرتبہ مقدسہ میں جس کو ہم حقیقت قرآن مجید کہتے ہیں نور کا اطلاق بھی گنجائش نہیں رکھتا اور تمام کمالات ذاتیہ کی طرح نور بھی راہ میں رہ جاتا ہے وہاں وسعت بیچوں اور امتیاز بیچگوں کے سوا کسی چیز کی گنجایش نہیں اور آیت کریمہ قد جاءکم من اللہ نور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا) ، میں نور سے مراد نور قرآن ہے ۔

دائرہ حقیقت صلوٰۃ

اس دائرہ کا مقام دائرہ حقیقت قرآن سے متصل بہ جانب چپ ہے اس مقام پر بھی سالک اوس ذات کا جو حقیقت صلوٰۃ ہے اور بکمال وسعت بیچوں و بے چگوں ہے خیال کرے کہ مجھ پر اور میرے لطائف پر بواسطۂ پیرانِ کبار اور اپنے پیر کے فیض آتا ہے اور حدیث شریف ارحنی یا بلال یعنی راحت پہنچا مجھکو نماز سے اے بلال اور حدیث شریف قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی نماز میرے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور حدیث شریف الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے اور حدیث شریف ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک)

یعنی اس طرح نماز ادا کی جائے کہ خود مصلی اوس ذات کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہیں ہو سکتا ہے تو کم از کم یہ خیال کرے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس خیال و اندیشہ میں مصلی راحت اخروی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ وان وہ عبادت جو مرتبہ تجرد و تنزہ کے لائق ہے مراتب وجوب ہی سے صادر ہوتی ہے اور قدم کے اطوار سے ہی ظہور میں آتی ہے فالعبادۃ اللائقۃ بجنابِ قدسہ تعالیٰ ھی الصادرۃ من مراتب الوجوب لا غیر فھو العابد المعبود یعنی وہ عبادت جو اس کی پاک بارگاہ کے لائق ہے وہ مراتب وجوب ہی سے صادر ہو سکتی ہے پس وہی عابد بھی ہے اور وہی معبود بھی۔ اس مرتبہ مقدسہ میں کمال وسعت و امتیاز بیچوں ہے کیونکہ حقیقت کعبہ بھی اس کا جزو ہے اور حقیقت قرآن بھی اسی کا حصہ ہے کیونکہ صلوٰۃ مراتب عبادات کے اون تمام کمالات کی جامع ہے جو اصل الاصل کی نسبت ثابت ہیں اور حقیقت صلوٰۃ جو تمام عبادات کی جامع ہے اس مرتبہ میں اس مرتبہ مقدسہ کی عبادت ہے جو اوس کے اوپر ہے جس کے لئے معبودیت صرف کا استحقاق ثابت ہے۔

دائرہ معبودیت صرفہ

اس دائرہ کا مقام دائرہ حقیقت صلوٰۃ کے بعد جانب چپ ہے پس سالک اس مقام پر اوس ذات کا خیال کرے جو صرف معبود ہے بلا لحاظ دیگر صفات کے اور خیال کرے کہ اوس نری ذات سے بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے مجھ پر فیض آتا ہے اور میرے لطایف پر یہ مرتبہ مقدسہ ایسا ہے جس کے لئے معبودیت صرف کا استحقاق ثابت ہے جو کل کا اصل اور سب کا جائے پناہ ہے۔ اس مقام میں وسعت بھی کوتاہی کرتی ہے اور امتیاز بھی راہ میں رہ جاتا ہے اگرچہ بیچون و بیچگون ہو۔ کامل انبیاء اور اولیائے بزرگ کے اقدام کا منتہا مقام حقیقت صلوٰۃ کے انتہا تک ہی ہے جو عابدوں کے مرتبہ عبادت کی نہایت ہے۔ یہ مقام مقدسہ تو معبودیت صرف کا ہے جہاں کسی شخص کو کسی طرح بھی اس دولت میں شرکت نہیں کہ قدم اوپر رکھ سکے جہاں تک کہ عابد و عابدیت کی آمیزش ہے وہاں تک نظر کی طرح قدم کے لئے بھی گنجائش ہے لیکن جب معاملہ اس مقام معبودیت صرف تک جا پہنچتا ہے تو قدم بھی کوتاہی کرتا ہے۔ یہیں وہ قصہ جو معراج شریف میں آیا ہے کہ

قف یا محمد فان اللہ یصلی اے محمد ٹھہر جا کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھ رہا ہے ممکن ہے کہ اس کوتاہی قدم کی طرف اشارہ ہو۔ یعنی اے محمدؐ ٹھہر جاؤ اور قدم آگے نہ رکھو یہ مرتبہ مقدسہ معبودیت صرفہ کا ہے جو مراتب وجوب سے صادر ہے اور حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے تجرد و تنزہ کا مرتبہ ہے جہاں قدم کے گنجائش نہیں۔ کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ" کی حقیقت اسی مقام میں متحقق ہوتی ہے اور غیر مستحق خداؤں کی عبادت کی نفی اسی جگہ متصور ہوتی ہے اور معبود حقیقی کے اثبات کا ادراک کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے۔ اور عبودیت اور معبودیت کے درمیان کمال امتیاز اسی جگہ ظاہر ہوتا ہے اور عابد معبود سے کما حقہ جدا ہو جاتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ "لا الہ الا اللہ" کے معنی منتہیوں کے حال کے مناسب

لا معبود الا اللہ ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ اس مقام پر نظر کی ترقی اور بینائی کی تیزی عبادت صلوٰۃ سے وابستہ ہے جو منتہیوں کا کام ہے۔ دوسری عبادتیں صلوٰۃ کی تکمیل میں مدد دیتی ہیں اور اوس کے نقص کی تلافی کرتی ہیں شاید اسی واسطے نماز کو ایمان کی طرح حسن لذاتہ یعنی اصل و ذات میں خوب و بہتر ہے کہتے ہیں اور دوسری عبادتوں کی خوبی ذاتی نہیں ہے۔

دائرہ سیف قاطع

محل اس دائرہ کا گوشِ چپ کے عقبی حصہ میں ہے۔ پس سالک یہاں بھی مراقب ہو کر بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے فیض کا طالب ہو۔ باوجود سعی و کوشش کے یہاں کوئی امر منکشف نہیں ہوتا اور پیران کبار بھی اس دائرہ کی کوئی کیفیت ظاہر نہیں فرمائے ہیں۔

نوٹ:۔ واضح ہو کہ یہاں حقائق الٰہیہ تمام ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد حقائق مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

دائرہ حقیقت ابراھیمی

محل اس دائرہ کا دائرہ قیوم سے متصل جانب راست ہے۔ اس مقام پر سالک اوس ذات کا خیال رکھے جو منشاء حقیقت ابراھیمی ہے یعنی انسبت ذات بہ ذات پس اوس ذات سے بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے فیض آتا ہے مجھ پر اور میرے لطائف پر جاننا چاہیئے کہ صرفہ یعنی خالص محبت ایک ایسا جوہر لطیف و شریف مکرم و معظم ہے کہ زبان قلم سے اوس کا اظہار ممکن نہیں بلکہ جوہر کا اطلاق بھی اوس پر بسبب تنگی عبارت کے ہے محض تنگی عبارت نے مجبور کر دیا کہ اوس پر جوہر کا اطلاق کیا جائے ورنہ اوس مقام سے جوہر کو کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ پس اوس جب صرفہ کو دو قسم پر منقسم کر کے اوس کا ایک حصہ اپنی ذات کے لئے مختص کیا گیا اور جزو دوم دوسرے کو دیا گیا اگر یہ ہر دو حصے کم و زیادہ نہ ہوں بلکہ باہم مساوی المحبت ہوں تو اوس کو مرتبہ خُلت کہتے ہیں پس ایسی منقسمہ محبت کا ایک حصہ حضرت ابراھیم علیہ السّلام کو دیا گیا وہ اور ذات باہم ایک دوسرے کے خلیل اور محب تھے نہ ادھر کچھ کمی تھی نہ ادھر کچھ زیادتی جیسا کہ واقعہ آتش نمرود کے وقت حضرت ابراھیم علیہ السّلام نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام کے امداد کو قبول نہ کرتے ہوئے اوس مشورہ پر بھی عمل نہیں فرمایا کہ اگر آپ میری امداد قبول نہیں کرتے ہیں تو بذات خود جناب باری عزّ اسمہ سے ہی رجوع ہو جائیے اور استدعا کیجئے مگر آپ نے اپنی زبان سے کوئی استدعا اپنے بچاؤ کے لئے نہیں کی اور صرف حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو جواب دیدیا کہ حَسبِیْ سَوالِی عِلمہٗ بِحَالِی یعنے وہ ذات چونکہ میرے حال سے بخوبی واقف ہے اس لئے مجھے دعا یا سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں چونکہ باہمی محبت ہر دو کی برابر تھی یعنی وہ ذات جس طرح محبوب خلیل تھی اوسی طرح محب خلیل بھی تھی تو اوس کو کس طرح چین آ سکتا تھا کہ اپنا محب و محبوب نذر آتش ہو جائے پس نور آ بذات خود آگ کی طرف متوجہ ہو کر کہنا پڑا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ پس یہ ہر دو باہم محب بھی تھے تو ایک دوسرے کے محبوب بھی تھے۔

دوسری قسم محبت کی یہ کہ صرف ایک جانب محبت زیادہ ہو اور دوسری جانب صرف محبوبیت جلوہ گر ہو تو باہم محب محبوب ہوں گے پس ایسی منقسمہ محبت کے درجہ محبت سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام

سرفراز فرمائے گئے، گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام اوس ذات کے محب و عاشق تھے تو وہ ذات صرف محبوب و معشوق قرار پائی، نتیجۃً باوجود معروضہ رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ بصد جوش و خروش پیش کرنے کے بھی خطاب لَنۡ تَرٰىنِیۡ سے اپنی استدعا میں ناکام ہوئے جو لوازمہ عاشقی و معشوقی ہے ۔

ان مقامات سے بالاتر اور ایک مقام محبت ہے جو دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی ہر ایک دوسرے کا محب بھی ہوا اور محبوب بھی (اور عاشق بھی ہوا اور معشوق بھی پس اس درجۂ محبت سے ہمارے حضرت حضور اکرم صلی اللہ وسلم کی ذات گرامی مختص اور سرفراز فرمائی گئی جو ایک دوسرے کے محب بھی تھے تو محبوب بھی تھے اور عاشق بھی تھے تو معشوق بھی۔ آپ کے محب و عاشق ہونے کی مثال تو آپ کی پوری زندگی ہے جو رضائے الٰہی میں صرف ہوئی اور سرمو متجاوز نہیں ہوئی۔ اور شان محبوبیت یہ کہ بلا استدعا اپنی لقا و رویت سے معراج میں آپ کو نوازا گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ جاننا چاہیئے کہ مقام ابراہیمی علیہ السلام میں بھی دونوں جانب سے محبت تو برابر ہوتی ہے ۔لیکن مقام محمدی میں بہ اعتبار کیفیت اپنے انتہا کمال پر ہے ۔

دائرہ حقیقت موسوی

محل اس دائرہ کا دائرۂ حقیقت ابراہیمی سے متصل جانب راست ہے، پس سالک اس مقام پر اُس ذات کا خیال کرے جو منشا حقیقت موسوی ہے اور خلعت محبیت سے سرفراز ہوئی ہے چنانچہ اسی جذبۂ محبت سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام علیٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے معروضہ ادب اَرِنِیۡ پیش فرمایا۔ پس اوسی ذات سے جس کے محب حضرت موسیٰ علیہ السّلام ہیں فیض کا طالب ہو کر خیال کرے کہ مجھ پر اوسی ذات سے بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے فیض آتا ہے اور میرے لطایف پر ۔

دائرہ حقیقت عیسوی

محل اس دائرہ کا دائرۂ حقیقت موسوی سے متصل بہ جانب راست ہے پس سالک اس مقام پر اوس ذات کا خیال کرے جو منشا حقیقت عیسوی ہے اور خیال کرے کہ بواسطہ پیران کبار

اور اپنے پیر کے مجھ پر اور میرے لطائف پر فیض آتا ہے ۔

دائرہ حقیقت احمدی

محل اس دائرہ کا حقیقت عیسوی کے بہ جانب راست ہے ۔ یہہ مقام محبوبیت صرفہ کا ہے جو بالاتر از مقام محبوبیت ہے اور منشا حب ذاتی ہے ۔
جاننا چاہیئے کہ ہمارے حضرت پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصّلوٰۃ والسّلام دو اسموں سے موسوم ہیں اور وہ دونوں اسم مبارک قرآن مجید میں مذکور ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور حضرت روح اللہ علیہ السّلام کی بشارت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا اِسْمُہٗ اَحْمَدُ ان دونوں مبارک اسموں میں سے ہر ایک کی ولایت الگ الگ ہے ۔ ولایت محمدی اگرچہ اون کے مقام محبوبیت سے پیدا ہے لیکن محبوبیت صرف ثابت نہیں کیونکہ محبیت کی آمیزش بھی رکھتی ہے اگرچہ وہ آمیزش بالاصالت اوس کے لئے ثابت نہیں لیکن مقام محبوبیت صرف کی مانع ہے اور ولایت احمدی محبوبیت صرف سے پیدا ہے جس میں محبیت کی کوئی آمیزش نہیں ۔ یہہ ولایت پہلی ولایت سے بیش قدم ہے ۔ اور ایک درجہ مطلوب کے نزدیک تر ہے اور محب کو نہایت ہی مرغوب اور پسندیدہ ہے کیونکہ محبوب میں جس قدر محبوبیت زیادہ ہو اوسی قدر اوس کی استغناء اور بے نیازی زیادہ ہوتی ہے اور محُب کی نظروں میں اوسی قدر زیادہ محبوب اور رعنا دکھائی دیتا ہے اور اسی قدر زیادہ محب کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنا دیوانہ و فریفتہ کرتا ہے ۔ پس سالک اس مقام پر خیال کرے کہ بواسطہ پیراں کبار اور اپنے پیر کے مجھ پر اور میرے لطائف پر اوس ذات سے فیض آتا ہے جو منشاء حقیقت احمدی ہے ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

دائرہ حقیقت محمدی

محل اس دائرہ کا دائرہ حقیقت احمدی سے متصل جانب راست ہے یہہ مقام محض محبوبیت

صرفہ کا ہے اور بالاتر از مقام محبوبیت ہے جو منشا حُبِ ذاتی ہے اور نیز ظہور اوّل اور تمام حقائق کی جامع اور حقیقت الحقائق ہے دیگر انبیاء کرام کے حقائق اور ملائکہ عظام کے حقایق سب اس کے اظلال کی مانند ہیں پس یہہ مقام تمام حقایق کا اصل ہے۔ اور حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک (اگر تو نہ ہوتا آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) کے بسر کو جو حضرت خاتم الرسل کی شان میں ہے ڈھونڈنا چاہیئے اور نیز لولاک لما اظھرت ربوبیتی (اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا) کی حقیقت کو بھی اس مقام میں طلب کرنا چاہیئے۔ پس سالک اس مقام پر بھی یہی تصور کرے کہ مجھ پر اوس مقام سے جو منشاء حقیقت محمدی ہے اور بالاتر از جملہ مقامات محبت ہے بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے فیض آتا ہے مجھ پر اور میرے لطائف پر۔

دائرۂ تعین حبی

محل اس دائر کا دائرہ حقیقت محمدی سے متصل جانب راست ہے۔ یہہ مقام اوس حب کے تعین کا اور ظہور کا مبدا ہے جو تمام کائنات کے ظہور کا اور مخلوقات کی پیدائش کا منشا ہے جیسا کہ اس حدیث قدسی میں آیا ہے جو مشہور ہے۔ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ یعنی میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو پیدا کیا۔ پس اول اول جو چیز اس پوشیدہ خزانہ سے ظہور میں آئی وہ یہی حب ہے جو مخلوقات کی پیدائش کا سبب بنی۔ اگر یہہ حب نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ ہرگز نہ کھلتا اور کل عالم کتم عدم میں مستتر رہتا ہے۔ پس سالک اس مقام پر بھی تصور کرے کہ مجھ پر اس ذات سے جو منشا تعین حبی اور باعث ایجاد خلق ہے فیض آتا ہے بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے اور میرے لطایف پر۔

تعین وجودی

محل اس دائرہ کا دائرہ تعین حبی سے متصل بجانب راست ہے اور تعین حبی سے اوپر جو حضرت ذات اور لاتعین کا مرتبہ کہا گیا ہے وہ یہی تعین وجودی ہے جس کو دوسروں نے حضرت ذات کا تعین معلوم کیا ہے اور وجود کو ذات کا عین جانا ہے پس اسی مقام پر وجود کے ساتھ نور و شہود بھی پایا گیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے خدائے تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا کیا پس یہ حقیقت باقی تمام حقایق اور حق تعالےٰ کے درمیان واسطہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ فھو نبی الانبیاء والمرسلین و ارسالہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

پس سالک اس مقام پر بھی یہی تصور کرے کہ مجھ پر اس مقام سے فیض آتا ہے جو موسوم بہ تعین وجودی ہے، بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے اور میرے لطائف پر۔

دائرہ حقیقت تعین لاتعین

محل اس دائرہ کا دائرہ تعین وجودی سے متصل بہ جانب راست ہے اس مقام پر سالک یہی تصور کرے کہ مجھ پر فیض آتا ہے اوس ذات سے جو تعین لاتعین کی حقیقت ہے اور حامل ہے صفات ثمانیہ کو اور خیال کرے کہ بواسطۂ پیران کبار اور اپنے پیر کے یہہ فیض مجھ پر ہے اور میرے لطائف پر۔

دائرہ لاتعین

محل اس دائرہ کا دائرہ تعین لاتعین سے متصل ہے جو سر کے عقبی حصہ پر ہے پس سالک یہاں ایسی ذات کا تصور کرے جو محض ذات ہے حالانکہ وہ نہ کسی کے تصور میں آسکتی ہے نہ اس مقام پر کسی شئے کا انکشاف ہوتا ہے اس لئے کہ مرتبۂ فہم وادراک سے بھی ورے ہے پس یہاں عدم درک ہی ادراک ہے۔

پس سالک اس مقام پر بھی یہی تصور کرے کہ مجھ پر اوس ذات سے فیض آتا ہے جو لاتعین ہے بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے اور میرے لطائف پر۔

دائرہ صفت تکوین

محل اس دائرہ کا دائرہ حقیقت کعبہ کے اوپر مائل بہ وسط سر ہے بجانب چپ اس مقام پر بھی سالک اوس ذات کا تصور کرے جو متصف بہ صفت تکوین وایجاد ہے اور خیال کرے کہ مجھ پر فیض آتا ہے بواسطۂ

پیران کبار اور اپنے پیر کے اور میرے لطائف پر۔

دائرہ صفت شیؤن

محل اس دائرہ کا دائرہ صفت تکوین کے متصل مائل بہ چپ ہے سالک اس مقام پر ایسی ذات کا تصور کرے جو حامل ہے صفات ثمانیہ کی اور خیال کرے کہ اوس ذات سے جو متصف بہ صفت شیون ہے بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے مجھ پر فیض آتا ہے اور میرے لطائف پر۔

دائرہ صفت ممات

محل اس دائرہ کا دائرہ صفت شیؤن سے متصل بہ جانب چپ ہے بس سالک اس مقام پر یہی تصور کرے کہ مجھ پر اوس ذات سے فیض آتا ہے جو متصف بہ صفت ممات ہے۔ بواسطۂ پیران کبار اور اپنے پیر کے اور میرے لطائف پر۔

دائرہ صفت حیات

محل اس دائرہ کا صفت ممات سے متصل بہ جانب چپ ہے مائل بہ حصۂ عقبی سر یہ صفت حیات تمام صفات سے اسبق اور اوّل ہے جس کے تابع صفت علم و دیگر صفات ہیں، یعنی اوّل اول جس چیز نے مرتبہ تفصیل میں ثبوت پیدا کیا وہ صفت حیات ہے جو تمام صفات کی اصل ہے یہ صفت حیات گویا اس صفت حیات کا ظل ہے جو مرتبہ حضرت ذات تعالیٰ میں ثابت ہے اسی لئے لا ھو ولا غیرہٗ اس کے حق میں ثابت ہے پس سالک اس مقام پر بھی یہی تصور کرے کہ مجھ پر اوس ذات سے فیض آتا ہے جو متصف بہ صفت حیات ہے بواسطۂ پیران کبار اور اپنے پیر کے۔ اور میرے لطائف پر۔

دائرہ صفت علم

محل اس دائرہ کا دائرہ صفت حیات سے متصل بجانب چپ مائل بہ حصہ عقبی سر ہے صفت علم بھی ایک ارفع و اعلیٰ صفت ہے شان العلم اگرچہ شان الحیات کے تابع ہے لیکن صفات اور شیوں کے اعتبارات کے زوال کے بعد مرتبہ حضرت ذات تعالیٰ میں علم کا ایک الگ ہی مقام اور شان ہے یہہ ایک ایسا بلند مرتبہ ہے جو تمام نسبتوں سے مجرد ہے اور نفی کے اطلاق کے سوا کچھ اپنے اوپر تجویز نہیں کرتا۔ جاننا چاہیئے کہ علم کو ذات عالم سے وہ اتحاد ہے جو غیر کو ممکن نہیں زیادہ محبوب حق تعالےٰ کے نزدیک صفت علم ہی ہے، چونکہ اس کا حسن بیچونی کی آمیزش رکھتا ہے اس لئے ذہن اس کے ادراک سے قاصر ہے صفت حیات کے بعد ظلیت کے طور پر صفت علم ہی ثابت ہے اور یہہ صفت تمام صفات کی جامع ہے اور صفت قدرت اور ارادت وغیرہ باوجود استقلال کے گویا اس کے اجزا ہیں کیونکہ اس صفت کو ذات حق تعالیٰ کے ساتھ اس قسم کا اتحاد ہے جو اس کے سوا غیر کو نہیں اس لئے کہ علم حضوری میں علم و عالم و معلوم کا اتحاد ہے اور قدرت ہرگز قادر و مقدور کے ساتھ متحد نہیں ہوسکتی اور ارادت میں بھی احد المقدورین یعنے دو مقدورین میں سے ایک کی تخصیص ہے۔ یہہ اتحاد ثابت نہیں اسی طرح دوسری صفات کا حال ہے پس سالک اس مقام پر بھی تصور کرے کہ مجھ پر فیض آتا ہے اسی ذات سے جو متصف بہ صفت حیات ہے اور میرے لطائف پر بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے۔

صفت ارادہ

محل اس دائرہ کا دائرہ صفت علم سے متصل سر کے عقبی حصہ میں ہے پس سالک اس مقام پر بھی یہی تصور کرے کہ مجھ پر فیض آتا ہے۔ ایسی ذات سے جو متصف بہ صفت ارادہ ہے اور میرے لطایف پر بواسطۂ پیران کبار اور اپنے پیر کے۔

دائرہ صفت قدرت

محل اس کا دائرہ صفت ارادہ سے متصل سر کے عقبی حصہ میں ہے جو مائل بہ جانب راست ہے، پس سالک اس مقام پر بھی یہی تصور کرے کہ مجھ پر فیض آتا ہے ایسی ذات سے جو متصف بہ صفت قدرت ہے اور میرے لطائف پر بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے۔

دائرہ صفت سمع

محل اس دائرہ کا دائرہ صفت قدرت سے متصل سر کے عقبی حصہ میں مائل بجانب راست ہے پس سالک اس مقام پر بھی یہی تصور کرے کہ مجھ پر فیض آتا ہے ایسی ذات سے جو متصف بہ صفت سمع ہے اور میرے لطائف پر بواسطہ پیراں کبار اور اپنے پیر کے۔

دائرہ صفت بصر

محل اس دائرہ کا دائرہ صفت سمع سے متصل وسط سر کے حصہ میں مائل بہ جانب راست ہے پس سالک اس مقام پر بھی یہی تصور کرے کہ مجھ پر فیض آتا ہے ایسی ذات سے جو موصوف بہ صفت بصر ہے بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے اور میرے لطائف پر۔

دائرہ صفت کلام

محل اس دائرہ کا دائرہ صفت بصر سے متصل وسط سر کے جانب راست ہے۔ پس سالک اس مقام پر یہی تصور کرے کہ مجھ پر فیض آتا ہے ایسی ذات سے جو متصف بہ صفت کلام ہے بواسطہ پیران کبار اور اپنے پیر کے اور میرے لطائف پر۔

ذات بحت

یہہ مرتبہ مقدسہ ذات بحت ہے جس کا مقام وسط سر (تالو) ہے یہہ مرتبہ حضرت ذات ایسا مرتفع اور مقدس ہے جس کے ساتھ متعین کا وصول والحاق محال ہے یہہ مرتبہ لابشرط شئی ہے جو گم در گم اور ورا والورا ہے اور فہم وادراک سے بالاتر بجز حیرت در حیرت کے یہاں کچھ حاصل نہیں ہوتا وصول والحاق بے تکیف بھی کہنا صرف زبانی بات ہے جس کے ساتھ ہی حقیقت معاملہ تک پہنچنے سے پہلے تسلی کی جاتی ہے لیکن حقیقت معاملہ تک پہنچنے کے بعد وصول والحاق کے نہ ہونے کا حکم کرنا لازمی ہے کیونکہ وہاں قدم رکھنا اور آگے بڑھنا مراتب وجوب میں جانا ہے اور امکان سے نکلنا ہے جو عقلاً وشرعاً محال ہے پس بحر حیرت میں مستغرق رہنا ہی کمال سلوک ہے اور ما عرفناک حق معرفتک کا اقرار اسی مقام کے شایان شان ہے۔

تمت الدوایر السلوک النقشبندیہ ✦ آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دربیان اذکار واشغال واوراد وادعیہ

جاننا چاہیئے کہ مجموعہ کلمۂ لا الہ الا اللہ ذکر ناسوتی ہے یعنی عالم اجسام جو دنیا اور اس جہاں سے مراد ہے اور الا اللہ ذکر ملکوتی ہے اور اللہ جبروتی ہے اور ھو لاہوتی ہے یعنی عالم ذات الہٰی سے مراد ہے۔

ذکر نفی واثبات چہار ضربی

مقام تنگ و تاریک میں چہار زانو بیٹھیں اگرچہ کہ چہار زانو بیٹھنا بدعت اور جلسہ متکبراں ہے ایسی بیٹھک جملہ اوقات میں ممنوع ہے مگر بوقت ذکر کرنے کے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز صبح سے فارغ ہوتے تو اپنی جگہ پر ذکر کے وقت چہار زانو تشریف رکھتے تھے یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح نکل جاتا۔ طریقۂ ذکر یہ ہے کہ بیٹھ سیدھی رکھے اور ہر دو آنکھ بند رکھیں اور اپنے دونوں ہاتھ دو زانو پر رکھیں اور سیدھے پاؤں کے انگوٹھے اور اوس انگلی سے جو اوس کے متصل ہے بائیں پاؤں کی رگ کیماس کو جو گھٹنے کے نیچے

ہے مضبوط دبائے رکھیں تاکہ باطن قلب میں حرارت پیدا ہو جو موجب تصفیہ ہے۔ اور اس گرمی سے وہ چربی جو دل کے گرداگرد ہے اور جو مقام خناس ہے پگھل جائے جس سے وسوسہ ہائے شیطانی اور نفسانی کم ہوتے ہیں اس کے بعد ایک دل اور ایک زبان ہو کر لا الہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جائیں چاہے بہ جہر ہو یا آہستہ جیسا کہ دل چاہے اور وقت مقتضی ہو اور اس شعر میں جو شرائط ہیں اس کا ہر وقت خیال رکھیں اور پابندی کریں۔

برزخ و ذات و صفات و مد و شد و تحت و فوق
می نماید طالباں را کل نفس ذوق و شوق

مراد برزخ سے واسطہ یعنی صورت شیخ ہے اور مراد ذات سے وجود مطلق سبحانہ تعالیٰ اور مراد صفات سے امہات صفات ائمہ سبعہ یعنی حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، کلام اور مراد مد سے مد کلمہ لا الہ اور مراد شد سے تشدید الا اللہ اور تحت سے کلمۂ لا کو زانوئے چپ سے شروع کریں اور فوق سے یہ مراد ہے کہ کلمہ الہ کو سیدھے مونڈھے تک کھینچ کر وہاں نفس کو سیدھا کریں اور فضائے دل پر قوت سے الا اللہ کا ضرب کریں۔ پس اس کو ذکر نفی و اثبات چہار ضربی کہتے ہیں۔ اس ذکر نفی و اثبات کے بعد اثبات کا ذکر کریں۔ یعنی الا اللہ کا۔ اور اس کے بعد اسم ذات یعنی اللہ اللہ کا۔ اور اس کا خیال رکھیں کہ کلمہ اللہ کو الا اللہ سے زیادہ کہیں اور اسی طرح الا اللہ کو لا الہ الا اللہ سے زیادہ کریں۔ بہر حال ذکر کے وقت اپنے سیدھے جانب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بائیں جانب اپنے پیر کا تصور رکھیں۔

جاننا چاہیئے کہ خطرات چار ہیں خطرۂ شیطانی جو موجب تکبر و غضب و عداوت و حسد اور اسی کے مانند دیگر خصائل ذمیمہ خطرۂ نفسانی وہ موجب شہوت طعام و فرج و زینت و جمع کردن زر و اموال وغیرہ خطرۂ ملکی وہ موجب عبادات و طاعات بغرض حصول ثواب خطرۂ رحمانی وہ موجب اخلاص و محبت و شوق اور اسی کے مانند پس سر زانوئے چپ موضع دفع خطرۂ شیطانی ہے کہ چپ اس کا مقام ہے اور سر زانو راست موضع دفع خطرۂ نفسانی ہے ہمیشہ نفس و شیطان کے درمیان مقابلہ و شرکت بہکانے میں ہے۔ اور کتف راست موضع دفع خطرۂ ملکی ہے جو کاتب یمین ہے اور

فضائے دل موضع قیام نفس رحمانی ہے۔

پس تفصیلاً ان خطرات سے آگاہ ہو کر ہر ایک کا دفعیہ موجب پریشانی و پراگندگی خاطر ہے۔ اس لئے ان کے ازالہ کے لئے امر کلی یہی ہے کہ اوائل میں لا الہ الا اللہ کے ذکر کے ساتھ ہی لا معبود الا اللہ اور لا مقصود الا اللہ اور لا مطلوب الا اللہ اور لا موجود الا اللہ کا ورد کریں اس کے ورد سے جملہ خطرات ناپید اور فنا ہو جاتے ہیں۔ اگر صرف لا موجود الا اللہ کا ہی ورد رکھیں تو بھی یہ خطرات فنا ہو جائیں گے۔

ذکر اللہ

اس ذکر اسم ذات کے وقت چہار زانو بیٹھیں اور سیدھے پاؤں کے انگوٹھے اور انگلی سے جو اوس کے متصل ہے بائیں پاؤں کے رگ کیماس کو جو گھٹنے کے نیچے ہے زور سے داب رکھیں تا کہ باطن قلب میں حرارت پیدا ہو اور خطرات کا ازالہ ہو اسکے بعد ہر دو ہاتھ دونوں زانو پر رکھیں اور ذکر میں مشغول ہو جائیں، اس طرح پر لفظ اللہ کو زانوے چپ سے شروع کریں اور اس کو سیدھے مونڈھے تک دراز کریں، اور اس لفظ اللہ کے (ہ) کو اس قدر دراز کریں کہ اوس سے واؤ پیدا ہو پس اوس لفظ ہُو کو فضائے دل پر سیدھے مونڈھے سے اس زور سے ضرب کریں کہ تمام جسم میں اوس کا اثر پیدا ہو۔ اس ذکر سے ذوق میں زیادتی اور مستی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ذکر دو ضربی دمادم

اس ذکر کا ایک ضرب لا الہ سیدھے مونڈھے پر اور ضرب دوم الا اللہ کا فضائے دل پر کریں اور محمد رسول اللہ تیسرے یا پانچویں یا ساتویں یا نویں مرتبہ کرنے پر کہیں۔

ذکر لقلقہ

کلمہ اللہ کو ایک سان آہستہ منہ کھول کر یا بند کر کے بلا فصل کہتے جائیں بعض اس ذکر میں حبس نفس بھی کرتے ہیں اور بعض نہیں۔

ذکر اللہ چہار ضربی

ذکر اللہ چہار ضربی یہہ کہ مستقبل قبلہ بیٹھیں اور قرآن شریف سامنے رکھیں یا کسی بزرگ کی قبر ہو پہلا ضرب اللہ بائیں طرف اور دوسرا ضرب سیدھے طرف اور تیسرا ضرب مصحف پر اور چوتھا ضرب دل پر کریں اور مستغرق ذکر و کشف معانی قرآن یا حال اہل قبر ہوں اور واسطہ کا ضرور خیال رکھیں یعنی تصور پیر کے بغیر اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

ذکر اللہ شش ضربی

ذکر اللہ شش ضربی یہہ کہ ہر ضرب ہر جہت پر یعنی مشرق و مغرب شمالی و جنوب فوق و تحت پر کریں جس کے فوائد بے شمار ہیں۔

ذکر کشف الروح

جو روح جس مکان میں بھی ہو وہ ظاہر ہوگی۔ ابتداءً یَارَبِّ اکیس مرتبہ کہیں اس کے بعد یاروح الرح کہہ کر دل پر ضرب کریں اور سر کو اوپر اُٹھا کر کہتے جائیں یا روح الروح جس قدر چاہیں۔ اور جب اس سے فارغ ہو جائیں تو اپنی توجہہ مطلوب کی طرف کریں پس وہ روح حاضر ہوگی خواب میں یا بیداری میں اگر دو ہزار بار کریں تو مقصود جلد حاصل ہوگا۔ حضرت سید گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ اس ذکر کو حضرت چراغ دہلی سے حاصل کئے ہیں۔

ذکر مختصر

بعض لوگ کلمہ طیبہ کو مختصر کر کے ھَ ھُ ھِ کا ذکر کرتے ہیں ضرب اوّل سیدھے طرف اور دوسری ضرب بائیں جانب اور تیسری ضرب دل پر کرتے ہیں۔

ذکر کشف قبور

قبر کے نزدیک بیٹھیں اور سر آسمان کی طرف اٹھائیں اور کہیں اکشف لِی یَا نُوْرُ اور دل پر ضرب کریں اس کے بعد پھر اکْشِفْ لِی کہہ کہ قبر پر مقابل روئے میت کے ضرب کریں۔ اور کہیں عن حالہ۔ پس حال میت معلوم ہو گا علانیہ یا بحالت خواب۔

ذکر برائے اجابت الدعوات

پہلی ضرب یَا رَبِّ کی سیدھی جانب اور دوسری ضرب یَا رَبِّ کی بائیں جانب پھر یَا رَبِّ کی ضرب دل پر کریں اس طرح بہت دیر تک کرتے رہیں اور جب ختم کرنا چاہیں تو اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اوپر اٹھائیں اور کہیں یَا رَبِّی اس کے بعد اپنے ہر دو ہاتھ منہ پر مل لیں اور اپنے دل میں مراد کا تصور کریں جو بھی ہو انشاء اللہ تعالیٰ مطلب حاصل ہو گا یہ ذکر شیخ محی الدین ابن عربی سے منقول ہے۔

ذکر دفع مرض

اگر کسی کو کوئی مرض لاحق ہو تو سیدھے جانب یَا اَحَدُ اور بائیں جانب یَا صَمَدُ اور دل پر یَا وِتْرُ کا ضرب کریں جس قدر جی چاہے۔ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی۔

ذکر رفع احتیاج دنیاوی

اس کے لئے بعد نماز عشاء دوگانہ ادا کریں اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر یَا وَهَّابُ ستر مرتبہ کہیں۔ انشاءاللہ ضرورت پوری ہوگی۔

ذکر مشی اقدام

(یعنی راستہ چلتے ہوئے ذکر کرنا)

پاؤں سے جو راستہ چلتے ہیں اگر تیز قدم یعنی جلد جلد چلتے ہوں تو ہر قدم پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا ذکر کریں اگر آہستہ چلتے ہوں تو سیدھے قدم پر لَا کہیں اور بایاں پاؤں رکھتے وقت اِلٰه کہیں اور پھر سیدھے قدم پر اِلَّا کا تلفظ کریں اور بائیں پاؤں پر اللّٰه کہیں اگر درمیانی چال ہو تو ہر قدم پر اللّٰه اللّٰه کہتے جائیں۔

ذکر جو سلسلہ نقشبندیہ میں اصل ذکر ہے۔

زبان کو تالو سے چسپاں کرکے حبس نفس کریں اور کلمہ لَا کو ناف سے کھینچ کر دماغ تک لے جائیں اور پھر کلمہ اِلٰه کو سیدھے مونڈھے تک لیجا کر اِلَّا اللّٰه کے ساتھ بائیں جانب دل پر ایسا ضرب کریں کہ اوس کے آثار تمام جسم پر ظاہر ہوں اور صورت ذکر اس طرح پر ہو جو اس نقشہ میں محسوس ہوتی ہے لا جو بصورت کلمۂ لا ہے پس صورت ذکر کے لحاظ سے اپنے آپ کو نیست اور نابود کرے اور حق کا اثبات کرے اور دل کی زبان سے کہے، اِلٰهِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَاكَ مَطْلُوْبِیْ۔ بوجہ حبس نفس بظاہر سالک کی کوئی حرکت اس نفی و اثبات میں محسوس نہ ہوگی اور جب سانس چھوڑنا چاہیں تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه بھی زبان قلب سے کہے۔ جب اس ذکر کی تعداد اکیس تک پہنچے اور

جب بھی اس کا کوئی اثر محویت اور بے خودی محسوس نہ ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ غلطی ہوئی پھر از سر نو شروع کرنا چاہیئے۔

ذکر پاس انفاس

کلمہ لا الٰہ کو سانس کے ساتھ باہر چھوڑیں اور کلمہ الا اللہ کو سانس کے ساتھ اندر کریں یعنی نفی باہر کریں اور اثبات اندر کریں اس طرح سانس ذاکر ہو جائے اور نظر ناف پر رکھیں اس ذکر کا اس قدر مشق کریں کہ ذاکر خواب و بیداری میں بھی اسی طرح کا ذکر کرتا رہے۔ اس ذکر سے عمر ذاکر دوچند ہو جاتی ہے۔

اور کبھی پاس انفاس بہ کلمہ "اَللّٰہ" بھی کرتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ "اللّٰہ" کے پیش کو اس قدر دراز کریں کہ اوس سے واؤ پیدا ہو بس سانس کے کھینچتے وقت لفظ اللّٰہ کو سانس سے کہتے ہیں اور چھوڑتے وقت ھُوْ کو سانس سے چھوڑتے ہیں اس سے سوزش زیادہ ہوتی ہے جس سے دماغ میں حرارت پیدا ہوتی ہے اسلئے دماغ پر روغن بادام سے تدھیں کرتے رہیں۔

نصیرا محمودا

مقام نصیرا یہ کہ ہر دو آنکھ کھلی رکھیں اور نظر نرمہ بینی یعنی ناک کی نوک پر رکھیں پس نظر کو اس قدر گہری کریں کہ ہر دو آنکھ کی سیاہی غائب ہو جائے صرف سپیدی رہ جائے جو موجب جمعیت خاطر اور خطرہ بندی ہے اس شغل کو مقام نصیرا کہتے ہیں اور بیٹھک میں اختیار رہے چاہیے دو زانو بیٹھیں یا اقعاء الکلب یعنی دو زانو بیٹھ کر کہنیوں کو زمین پر ٹیک دیں۔ اگر نظر کو دونوں آبروؤں کے وسط میں جمائے رکھیں اور اسی شغل میں مشغول ہیں تو اوس کو محمودا کہتے ہیں۔ جس کے فوائد بے شمار ہیں۔

خاص اذکار

جاننا چاہیئے کہ بعض اذکار ایسے ہیں جو محض سینہ بسینہ پہنچے ہیں اون کی تعلیم عوام کو نہیں کی جاتی بلکہ صرف ایسے مریدیں کو جو ریاضات شاقہ اور مجاہدات کثیرہ کرکے تصفیہ تام حاصل کرلئے ہوں اور اربعینات یعنی چلہ کشی سے بھی فارغ ہو گئے ہوں پس منجملہ اون کے ایک ذکر یہہ ہے جس سے تھوڑے عرصہ میں مشاہدہ ذات وصفات حاصل ہوتا ہے۔

(۱) ذکر معیت

یَا مَعِیُ یَا مَعِیُ یَا ھُوْ یَا ھُوْ یَا ھُوْ طریقہ ذکر یہہ ہے کہ بوقت ذکر اس طرح بیٹھیں جیسا کہ نماز میں دو زانو بوقت قاعدہ بیٹھتے ہیں مگر اپنے ہر دو پاؤں کو سرین سے علیحدہ کرکے سرین کو زمین پر ٹیک دیں اور سیدھے ہاتھ سے اپنے بائیں بازو کو مضبوط پکڑلیں ۔ اسی طرح بائیں ہاتھ سے سیدھے بازو کو مضبوط پکڑیں والفاظ محولہ بالا کو پانچ ضربوں میں اس طرح اداکریں کہ پہلا ضرب یا معی کا سیدھے زانو اور سیدھے قدم پر ہوا اور دوسرا ضرب یامعی کا آسمان کی طرف ہوا اور تیسرا ضرب یاھو کا بائیں قدم اور بائیں زانو پر اور چوتھا یاھو کا جگر پر اور پانچواں ضرب یاھو کا فضائے دل پر شدت اور قوت کے ساتھ کریں یہہ سمجھتے ہوئے کہ ھو سے مراد احدیت مطلقہ لیس کمثلہ شی ہے پس اسی طرح جب تک جی چاہے کرتے رہیں۔

مناسب ہوگا کہ زمانہ ذکر میں سالک کی غذا صرف دودھ ہو جس میں زعفران بھی شریک ہو ۔ اور وہ عطریات سے بھی معطر ہو۔

اور کبھی اس ذکر کو مختصر بھی کرتے ہیں صرف تین کلموں پر یعنی ھوھو یامعی اس طرح پر کہ ھوھو کا ضرب آسمان کی طرف اور یا معی کا ضرب دل پر کرتے ہیں ۔

ذِکرُ الکُلّ

اس ذکر سے ذات صفات کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْکُلُّ وَمِنْکَ الْکُلُّ وَبِکَ الْکُلُّ وَلَکَ الْکُلُّ وَاِلَیْکَ الْکُلُّ۔ طریقہ ذکر یہ ہے کہ چہار زانو بیٹھیں حسب قاعدہ پہلا ضرب سامنے کریں اور دوسرا ضرب سیدھے جانب اور تیسرا ضرب بائیں جانب اور چوتھا ضرب آسمان کی طرف اور پانچواں ضرب قلب پر کریں۔

ذکر احاطہ

یا محیط ظہراً و بطناً اس ذکر سے بھی مشاہدہ نصیب ہوتا ہے طریقہ ذکر یہ ہے کہ ظہراً کہتے ہوئے ہر دو آنکھ کھلی رکھیں اور بطناً کہتے ہوئے دونوں آنکھ بند کرلیں جس قدر چاہیں کریں۔

ذکر محو الجہات

اَنْتَ فَوقِی اَنْتَ تَحْتِی اَنْتَ اَمَامِی اَنْتَ خَلْفِی اَنْتَ یَمِیْنِی اَنْتَ شِمَالِی اَنْتَ فِیَّ وَاَنَا مَعَ الْجِھَاتِ فِیْکَ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔

طریقہ ذکر یہ ہے کہ اولاً کھڑے رہیں اور منہ عرش اعظم کی طرف کرکے کہیں اَنْتَ فَوقِی اور منہ نیچے کی طرف کرکے نظر طبقات الارض کی طرف کرکے بیٹھ جائیں اور کہیں اَنْتَ تَحْتِی اور پھر اپنا منہ سامنے کی طرف کرکے کہیں اَنْتَ اَمَامِی اور پھر سر کو پیچھے کی طرف کرکے کہیں اَنْتَ خَلْفِی اسی طرح سیدھے ہاتھ کی جانب منہ پھیر کر کہیں اَنْتَ یَمِیْنِی اور بائیں جانب منہ کرکے کہیں اَنْتَ شِمَالِی اور دل پر ضرب کرکے کہیں اَنْتَ فِیَّ اور پھر کھڑے ہوکر چکر پھریں اور

کہتے جائیں انا مع الجہات فیک فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔

ذکر تجلی انانیت

اِنی انا اللہ لا الہ الا انا نماز تہجد کے بعد سو مرتبہ کہیں اور طریقہ ذکر یہ ہے کہ سر آسمان کی طرف اُٹھا کر انی انا اللہ کہیں اور سیدھی بازو کی طرف کر کے لا الہ اور بائیں جانب کر کے اِلّا انا کا ضرب فضائے دل پر بشدت تمام کریں۔ جاننا چاہیئے کہ ان اذکار ثمہ میں حضور قلب اور تصور معانی اور تصور شیخ شرط ہے اس لئے کہ یہ اذکار ایسے ہیں کہ بلا استمداد و تعلیم شیخ ان کے عمل کی جرأت نہ کریں۔

ذکر منصوری

لا الہ انا احدٌ انا صمدٌ انا فردٌ انا الحق اس ذکر کو بلا تعین و بلا تعداد کرتے جائیں اور انا الحق کا ضرب فقط خیال سے فضائے دل پر کرتے ہیں۔

درود حضرات سلسلہ قادریہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد عدد ما فی علم اللہ صلوۃً دائمۃً بدوام ملک اللہ۔

درود حضرات سلسلہ چشتیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اللھم صل علی سیدنا محمد کما تحب و ترضی بان تصلی علیہ

درود حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس درود شریف [illegible]

کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دینی اور دنیاوی مقاصد کے لئے نہایت موثر اور مجرب ہے اور بڑے فیوض و برکات کا حامل ہے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمدٍ معدن الجود والکرم منبع العلم والحِکَم و بارک وسلم۔

درود بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ

اللھم صلی علیٰ خیر الخلایق وافضل البشر وشفیع یوم الحشر والنشر سیدنا محمد بعدد کل شیٍٔ معلوم لک وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین۔
برحمتک یا ارحم الرحمین

دربیان ظہور انوارات بوقت مراقبہ

جاننا چاہیئے کہ جو انوارات بوقت مراقبہ ظاہر ہوتے ہیں وہ کبھی سفید ہوتے ہیں تو کبھی سبز اور کبھی عقیقی اور آخر میں تو سیاہ مکشوف ہوتے ہیں جو نور جبروت ہوتے ہیں۔

اگر انوارات سیدھے مونڈھے کی جانب سے ظاہر ہوں تو وہ کاتب یمین کا نور ہے اگر وہ مونڈھے سے متصل ہو ورنہ وہ نور شیخ ہے اگر وہ سامنے سے ظاہر ہوں تو وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر بائیں مونڈھے سے متصل ہوا تو وہ کاتب یسار ہے۔ اگر مونڈھے سے غیر متصل ہے تو جاننا چاہیئے کہ وہ فریب شیطان ہے اسی طرح اگر کوئی صورت بائیں جانب سے ظاہر ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ بھی فریب شیطان ہے اگر نور اوپر یا نیچے سے ظاہر ہو تو جاننا چاہیئے کہ وہ نور ملائکہ غیبیہ ہے اگر بلا جہت ظاہر ہوا اور دل میں سکون وطمانیت نہ ہو بلکہ دہشت پیدا ہوا اور اوس کے جانے کے بعد بھی دل میں کسی قسم کی دہشت معلوم ہو اور حضور قلبی جاتا رہے تو وہ بھی تلبیس ابلیس سمجھنا چاہیئے۔ اگر اوس نور کے ظہور کے وقت حضور قلبی ہوا اور اوس کے جانے کے بعد فراق و اشتیاق پیدا ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ نور مطلوب ہے۔ اگر بالائے سینہ یا بالائے ناف سے ظاہر ہو تو وہ بھی تلبیس ابلیس ہے اگر دل کے مقام سے ظاہر ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ دل کی صفائی ہے مگر طالب صادق ان انوارات سے کبھی مطمئن نہیں ہوتا اور وہ

اوس کو انشراح قلبی حاصل ہوسکتا ہے۔

برزخ

مشائخ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اکثر باوقات اشغال واذکار تعین برزخ کا حکم فرماتے ہیں
مقصود اس سے اجتماع متفرقات ہے اور پریشان خیالی کو دور کرنا ہے اس لئے کہ انسان مختلف الحواس
اور اوس کا دل مورد خطرات ہونے کی وجہہ وہ توحید علمی سے قاصر ہوتا ہے یعنی ایک خیال پر قائم نہیں
رہتا پس برزخ کی قرارداد سے جمعیت حواس وخیال کی یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے خصوصاً جبکہ برزخ
ادب خواہ ہو مثلاً تصور شیخ پس اوس کی صورت وہی یا حقیقی ہے کہ اوس کی شان ادب خواہ ہے
خشوع وخضوع پیدا ہو جاتا ہے اور نیز کثرت خیال صورت وسیرت پیر سے اکثر وہ امور جو پیر میں
ہیں سالک میں پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے کہ جس چیز کا خیال زیادہ ہو اوس کا رنگ ضرور پیدا ہوگا کہ ہنوز
سالک ہیولانی صفت ہے کہ وہ ہر صورت کے اخذ کرنے کے قابل ہے۔ بقول مولوی

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ	مابقی تو استخواں وریشۂ
گر گل است اندیشۂ تو گلشنی	ور بود خارے تو ہیمہ سوختنی

پس ہر شئے برزخ ہوسکتی ہے اس لئے کہ برزخ کے معنے واسطے کے ہیں دل اور مقصود کے
درمیان۔ چونکہ مقصود نہایت لطافت وغایت تنزہ کی وجہہ سے مدرک نہیں ہوسکتا پس اوس
مقصود کے جمال کو جس چیز میں تصور کریں گے وہی برزخ کہلائے گا کہ ذرہ سے لے کر خورشید
تک اور فرش سے لے کر عرش تک تمام اوسی کا جلوہ گاہ ہو جائے گا۔ اور جس چیز میں نظر کریگا
اوسی کو دیکھیے گا (اگر دیدۂ بینا ہو) البتہ برزخوں میں تفاوت ضرور ہے مثلاً برزخ شیخ جو بات
پیدا کرے گا وہ برزخ پتھر اور مٹی سے ہرگز نہیں ہوگا۔ پس برزخ جس قدر لطیف تر اور
معانی معقولہ سے ہوگا اوسی قدر کام نیکو تر ہوگا اور جس قدر کثیف تر اوسی قدر کام بھی بدتر ہوگا
پس مشائخ رحمتہ اللہ علیہم حسب استعداد سالک برزخ کا تعین کرتے ہیں کہ جس کی قوت عاقلہ زیادہ

ہوگی عالم معقولہ سے اون کے برزخ کا تعین کریں گے اگر نہیں تو عالم محسوسہ جزیہ سے معین کرینگے مگر بہتر تو یہ ہے کہ سالک کی حالت کو غور کرنا چاہیئے کہ کون سی چیز اوس کے مرغوب خاطر ہے مثلاً ایک شخص ہے کہ وہ اپنے بیٹے کا عاشق ہے اور اوسی کی محبت میں والہ وشیدا ہے تو ظاہر ہے کہ اوس بیٹے کا جمال اوس کو پیر کے جمال سے زیادہ ہے تو شیخ اوس کو اپنا برزخ نہیں بتلانا چاہیئے بلکہ اوس کا برزخ اوس کا لڑکا ہونا چاہیئے اور من بعد اذکار و اشغال مراقبات کی کثرت سے اوس کو اس ورطہ سے نکال کر تعلقات معنوی تک پہنچانا چاہیئے۔

بقا باللہ

بقا باللہ عبارت ہے مرتبہ جمع الجمع سے کہ سالک آئین ہی جمعیت خاطر سے بدرجہ اتم و اکمل فائز ہوتا ہے اور ساتھ ہی حیرت کبریٰ بھی دامنگیر حال ہوجاتی ہے یہ مقام اکثر محققین کے نزدیک مقام آخرین ہے اور بعضوں کے نزدیک مقام آخرین رضا و تسلیم کا مقام ہے پس جاننا چاہیئے کہ بقا باللہ حقیقۃً رجوع الی البدایت ہے یعنی وہ ابتدائی مقام جو مرتبہ تفرقہ و ادراک اشیا کا ہے اس حیثیت سے کہ وہ اشیا اپنے اپنے مقام پر متعین ہیں مگر مبتدی کی نظر صرف دید مظاہر کی حد تک محدود تھی۔ بخلاف اس مقام کے یہاں غفلت کامل شامل حال سالک ہوتی ہے اور غیب کے بلندیوں سے ترقی کرکے اور بیخودی اور کشش تمام اور قیودات اور تعینات کو توڑ کر اور تشخصات اور اضافات کو مٹا کر ان سب پر نظر ڈالتا ہے مگر یہ نظر اوس کی وہ نظر نہیں ہوتی جو ابتداء سلوک کے وقت تھی حالانکہ ہر دو مراتب ابتدائی اور آخری ایک دوسرے کے شریک ہیں اور اعتبار تعینات بھی ہر دو مقام پر یکساں ہے مگر ہر دو مقام کے اعتبارات میں فرق جلی ہے کیونکہ سالک کی پہلی نظر میں اوس کا مطلوب اور مقصود اور اوس کی توجہ قلبی محض امور متعینہ و مشخصہ و مقیدہ تھی اور امر مطلق کا ملاحظہ و مطالعہ بالکل مفقود و غیر موجود تھا بخلاف اس دوسرے مقام کے کہ یہاں سالک کی نظر کا مقصود و مطلوب احد متوجہ الیہ قلب محض ذات مطلق

ہے او تشخصات اور اضافات وتعینات بھی ملحوظ ہیں مگر اس حیثیت سے کہ مظاہر اسمار وصفات ہیں۔ پس سالک جس طرح کہ وہ پہلی اور ابتدائی نظر میں جلال اور جمال میں فرق کرنے والا تھا۔ اب بھی اس مقام پر وہ فارق ہے۔ مگر ایک دوسری نظر اور دوسرے خیال سے۔

بعض لوگوں کو اس تکونات عالم کے مشاہدہ میں اولاً ذات مطلق کی دید ہوتی ہے۔ من بعد اوسی ذات کے نور سے دوسری نظر میں تعینات اور اضافات پر نظر پڑتی ہے اور بعض لوگ ذات مطلق کو دیگر اشیار کے مشاہدہ میں دیکھتے ہیں اور بعض لوگوں کو ذات مطلق کا مشاہدہ دیگر اشیار کے مشاہدہ کے بعد ہوتا ہے جیسا کہ ایک نعرہ مارتا ہے کہ ما رایت شیا الا رایت اللّٰہ قبلہ یعنی میں کسی چیز کو نہیں دیکھتا مگر اوس چیز کے دیکھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہوں۔ دوسرا کہتا ہے کہ ما رایت شیاءً الا رایت اللّٰہ فیہ یعنی نہیں دیکھتا ہوں میں کسی چیز کو مگر میں اللہ تعالیٰ کو اوس چیز میں دیکھ لیتا ہوں۔ اور ایک کہتا ہے کہ ما رایت شیاءً الا رایت اللّٰہ بعدہٗ یعنی نہیں دیکھتا ہوں میں کوئی چیز مگر دیکھتا ہوں میں اللہ تعالےٰ کو اوس کے بعد۔ الغرض ہر ایک کا مقام جداگانہ اور حال اور کیفیت جداگانہ ہوتی ہے۔

فی الحقیقت عارف جب مقام آخر پر پہنچ جاتا ہے تو عوام کو اوس کے اور عوام الناس کے درمیان فرق کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی جگہ سے معنی اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قبائی لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ سمجھ میں آجاتا ہے۔ (یعنی دوستاں میری قبا کے نیچے ہیں دیعنی چھپے ہوئے ہیں) اون کو بجز میرے کوئی نہیں پہچان سکتا) اور بعض عامیوں کا یہ قول کہ مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق۔ اسی مقام کی خبر دیتا ہے۔ یعنی دکیا ہو گیا ہے اس پیغمبر کو کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے۔ اور اسی مقام کی اطلاع اس آیت سے بھی ہوتی ہے رجال لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ) یعنی بعض لوگ ایسے ہیں کہ اونھیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالےٰ کے ذکر اور یاد سے باز نہیں رکھتی۔

پس ایسے اہل اللہ جو درجۂ کمال پہنچ گئے ہیں۔ اون کا پہچاننا بہت مشکل ہے اس لئے آپ کا

ظاہر بالکل عوام کے ظاہر حال کے مشابہ ہوتا ہے بخلاف مجاذیب اور مجانین کے کہ اون کے حالات
اور اطوار دوسرے لوگوں سے ممتاز اور مختلف ہوتے ہیں اس لئے اون پر بہت جلد اعتقاد آجاتا ہے
گروہ لوگ اہل صحو سے جو مقام فردیت حقیقہ میں نزول کئے ہوئے ہیں اور جن سے کرامات
اور خوارق عادۃ بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں یہ اس لئے کہ اون کی توجہ صرف ذات
بحت ہوتی ہے اور تصرفات نفسی اور افاقی یعنی کرامات اور تصرفات، صفات کے
زیر اثر ہیں جس قدر یہ اس مقام سے کم درجہ میں ہوں گے اُسی قدر ان سے کرامات
اور تصرفات زیادہ ظہور میں آئیں گے۔ پس تفصیل اس مقام کی حیطۂ تحریر سے باہر
ہے۔

قل لو کان البحر مداداً لکلماتِ ربی لنفد البحر قبل
ان تنفد کلمات ربی و لو جینا بمثلہ
مددا

تمت بالخیر

جمعۃ الوداع ۲۶ ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۹ھ

محررہ ۵

1959